نوکر حکومت پاکستان کا خدمات کادیانی جماعت کی

صاحبزادہ طارق محمود

سر ظفر اللہ خان پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ بنے۔ انہوں نے پاکستان کے نکتہ نظر سے ہٹ کر اپنے غیر ملکی آقاؤں کے حکم اور اپنی جماعت احمدیہ کے زاویہ نگاہ سے خارجی پالیسی وضع کی۔ چوہدری ظفر اللہ خان کے کردار اور ان کے دور میں وزارت خارجہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے:

o ...... وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے اپنے دورِ وزارت میں زیادہ وقت بیرون ملک گزارا اور پارلیمنٹ میں آنے سے کتراتے رہے۔

o ...... وزارت خارجہ سے محب وطن افراد کو نکال کر مخصوص کادیانیوں کو وسیع پیانے پر بھرتی کیا گیا۔

o ...... پاکستان کی خارجہ پالیسی پاکستان کے نکتہ نظر کی بجائے جماعت احمدیہ کی پالیسی کے مطابق وضع کی گئی۔

o ...... غیر ممالک میں ہمارے خارجہ دفاتر کو کادیانیت کی تبلیغ اور جاسوسی کے اڈوں میں تبدیل کیا گیا۔

o ...... اسلامی ملکوں سے روابط اور تعلقات بڑھانے کی بجائے یورپی ممالک خصوصاً امریکہ و برطانیہ سے تعلقات بڑھائے گئے۔

o ...... عرب ممالک سے رشتہ اخوت مستحکم کرنے کی بجائے انہیں پاکستان سے بدظن کرنے اور پاکستان سے دور کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی اور عربوں کی جاسوسی کے لیے مختلف ممالک میں کادیانی سیل قائم کیے گئے۔

o...... اسلامی ہمسایہ برادر ملک افغانستان اور مصر سے جان بوجھ کر تعلقات کشیدہ کیے گئے۔ جن کا خمیازہ آج تک بھگتا جا رہا ہے۔

o...... پاکستان کے جغرافیائی محل وقوع اور وطن عزیز کے دفاعی نکتہ نظر سے ہمسایہ ملک چین کی بجائے امریکہ جیسے خودغرض ملک کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائی گئیں۔

o...... مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی بجائے دیدہ دانستہ طور پر خراب کیا گیا اور اس مسئلے کا کوئی پائیدار حل تلاش نہ کیا گیا۔

o...... چوہدری ظفر اللہ خان پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے تنخواہ قومی خزانے سے وصول کرتے تھے' لیکن اندرون و بیرون ملک وہ جماعت احمدیہ کے لیے کام کرتے تھے۔

o...... نامور صحافی جناب حمید نظامی مرحوم ایڈیٹر نوائے وقت لاہور نے اپنے غیر ملکی دورے سے واپسی پر اپنے اخبار میں ایک اداریے میں لکھا تھا کہ بیرونی ممالک میں پاکستان کے سفارت خانے تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفاتر معلوم ہوتے ہیں۔

چوہدری ظفر اللہ خان کے دور میں ناقص پالیسی کے باعث ہمیں سیاسی' اقتصادی اور ثقافتی طور پر ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ چونکہ احمدیہ جماعت برطانیہ کی خودکاشتہ اور امریکہ کی لے پالک تھی' اس لیے اس نے پاکستان کو یورپی ممالک کا دست نگر اور امریکہ کا اقتصادی بھکاری بنا دیا۔ اقوام متحدہ میں سب سے زیادہ تعداد اسلامی برادری کی تھی جب کہ پاکستان اسلامی ممالک کی سب سے بڑی مملکت تھا' اسلامی ریاستوں کے سرخیل ہونی کی حیثیت سے پاکستان کو اسلامی بلاک کی تشکیل و تنظیم کے سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے تھا لیکن سر ظفر اللہ خان نے پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے اسلامی ملکوں کے ساتھ گہرے مراسم' مسلسل روابط اور روائتی گرم جوشی کے برعکس سردمہری کا رویہ اختیار کیے رکھا۔ انہی اسلامی ممالک سے تعلقات استوار کیے گئے جو امریکہ و برطانیہ کے حاشیہ بردار تھے۔ احمدیہ جماعت کے نصب العین کے مطابق اسلام دشمنی اور اسرائیل دوستی ظفر اللہ خان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتی تھی۔ گو عربوں کی جاسوسی کے مشن کا آغاز مرزا بشیر الدین کے دور میں شروع ہو گیا تھا لیکن چوہدری ظفر اللہ خان کے دور میں خارجہ وزارت کی

آڑ میں کادیانی جماعت کو عربوں کی مخبری اور جاسوسی کا سنہری موقع میسر آیا اور مختلف عرب ممالک کے سفارت خانوں میں اسرائیل کی خاطر عربوں کی جاسوسی کے لیے کادیانی مہروں کو فٹ کر دیا گیا۔ عربوں کو جب کادیانیوں کی مشکوک اور پراسرار سرگرمیوں کا پتہ چلا تو ان کے نوٹس لینے سے نہ صرف ہمارا قومی وقار مجروح ہوا بلکہ پاکستان کو عربوں میں ہدف تنقید بنایا گیا۔ دمشق کے مطبوعہ رسالہ ''القادنیہ'' کی ایک تحریر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عرب ممالک میں کادیانیوں کا وجود پاکستان کے لیے بدنامی اور رسوائی کا باعث بنا۔ رسالہ لکھتا ہے:

''کہ کسی بھی عرب ریاست میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں بلکہ ان کے وجود کی بدولت پاکستان کو عربوں میں ہدف بنایا جاتا ہے۔''

o...... کادیانی جماعت اور ظفر اللہ خان کے کردار نے پاکستان کے وقار کو مجروح کیا۔ عربوں کی نظروں میں ہم کیونکر گرے' اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

''جب عرب نمائندے فلسطین کا مسئلہ یو۔ این۔ او میں پیش کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے یو۔ این۔ او میں اپنی قرار داد کے حق میں فضا سازگار کرنے کے لیے دوست ملکوں کے نمائندوں سے ملاقاتیں کیں اور اپنی حمایت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں وہ چوہدری ظفر اللہ خان سے بھی ملے اور ان سے تعاون کی التجا کی۔ ظفر اللہ خان نے انہیں کہا کہ اگر ان کے امام جماعت اور مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ربوہ انہیں اس بات کی ہدایت کریں گے تو وہ ان کی ضرور مدد کریں گے' اس لیے آپ لوگ مجھے کچھ کہنے کی بجائے ربوہ میں ہمارے خلیفہ صاحب سے رابطہ قائم کریں۔ بیچارے عرب نمائندوں نے کسی نہ کسی طرح مرزا محمود صاحب سے رابطہ قائم کیا اور ان سے امداد کی درخواست کی۔ مرزا صاحب نے عرب نمائندوں کو یہاں سے تار دیا کہ ہم نے چوہدری ظفر اللہ خان کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ یو۔ این۔ او میں تمہاری امداد کرے۔ اتفاق سے یہ تار خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے

ہاتھ آ گیا۔ انہوں نے لیاقت علی خان مرحوم سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ مملکت پاکستان کے سربراہ آپ ہیں یا مرزا محمود اور انہیں تار اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ لیاقت علی مرحوم نے قاضی صاحب مرحوم سے وہ تار اور چند دوسری چیزیں لے لیں اور ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ کچھ عرصہ بعد لیاقت علی خان مرحوم شہید ہوگئے اور ظفر اللہ خان علیحدہ نہ کیے جا سکے۔''

(ہفت روزہ ''لولاک'' لائل پور' 7 اپریل 1973ء ج 17 شمارہ نمبر 2)

○......عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے جماعت احمدیہ کے سربراہ کے نام جو تار ارسال کیا وہ کادیانیوں کے آرگن رسالہ میں شائع ہوا۔

''لیکس سیکس 6 نومبر عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کے ڈیلی گیشن چوہدری سر ظفر اللہ خان کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھہرنے کی اجازت دی۔''

(الفضل 8 نومبر 1947ء)

○......عرب ڈیلی گیشن کا جو تار انجمن احمدیہ لاہور کے دفتر میں موصول ہوا اس بارے میں الفضل لکھتا ہے اس سے ہمیں بے حد اطمینان ہوا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس سے عربوں کے مطالبہ کو بے حد تقویت حاصل ہوگی۔ سر ظفر اللہ خان کے اس بھیانک کردار اور کادیانی جماعت کے اثر و نفوذ پر حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے مرزا غلام نبی جانباز لکھتے ہیں:

''یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر چوہدری سر ظفر اللہ حکومت پاکستان کی طرف سے لیک سیکس گئے تھے تو پھر عرب ڈیلی گیشن کا تار حکومت پاکستان کے نام آنا چاہئے تھا نہ کہ مرزا محمود بشیر الدین محمود کے نام۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ چوہدری سر ظفر اللہ نے عرب ڈیلی گیشن کو یقین دلایا تھا کہ میں تو اپنے لیڈر مرزا

بشیر الدین محمود کے حکم سے یہاں آیا ہوں۔ نیز اسی کے حکم سے یہاں مزید دنوں کے لیے ٹھہر سکتا ہوں۔ ورنہ عرب ڈیلی گیشن کو پاکستان گورنمنٹ سے اجازت لینی چاہئے تھی نہ کہ کادیانی خلیفہ سے۔"

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد الفضل میں یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ چوہدری سر ظفر اللہ نے واشنگٹن سے تار دیا ہے کہ مسٹر ٹرومین کے محل کے قریب احمدیہ جماعت کے دفتر کے لیے ایک بلڈنگ خرید لی گئی ہے۔

اگر مندرجہ بالا واقعات کی صحت سے انکار نہیں تو پھر اپنے ملک کے وزیر اعظم سے سوال کیا جا سکتا ہے۔

آپ کو ان حالات کا علم ہے؟ اگر یہ ٹھیک ہے تو کیا اسلامی ریاست کے ایک وزیر کو بیرونی دنیا میں اپنے ملک کی نگرانی کے لیے مقرر کیا جاتا ہے یا کفر کی تبلیغ کے لیے؟

جب وزیر خارجہ اپنے فرض سے غافل ہو کر دوسرے ملکوں میں یہ کھیل کھیل رہے ہوں تو کل کلاں کو اگر پاکستان کو کسی بیرونی حملے کا احتمال رہا ہو یا اس کے استحکام کو کوئی خطرہ درپیش ہو تو خواجہ ناظم الدین کو بحیثیت وزیر دفاع سے چوہدری سر ظفر اللہ سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی خواجہ صاحب ایسا بھولا آدمی اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ انہوں نے ڈالمیا کے ایک اخبار جس کا ایڈیٹر مرزائی ہے کے حوالے سے پاک پارلیمان میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہندوستان ہمارے وزیر خارجہ کی بڑی تعریف کر رہا ہے۔

محترم خواجہ صاحب! اگر بھارت کے اخبارات یا بھارت کے لوگوں کی رائے ٹھیک ہے تو پھر کیا یہ بھی ٹھیک ہے؟

"بمبئی 15 جنوری بلٹز کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان نے 2 جنوری کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا تھا۔ ابھی تک یہ استعفیٰ منظور نہیں ہوا۔ مسٹر لیاقت علی اسے منظور کر لینا چاہتے تھے' لیکن خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل کی مداخلت پر یہ طے ہوا کہ لندن سے واپسی پر مصالحت کی کوشش کی جائے گی۔

لیکن کہا جاتا ہے کہ مسٹر لیاقت علی اور چوہدری ظفر اللہ میں کشمیر
کے سوال پر شدید اختلافات پیدا ہو چکے ہیں۔"

(اخبار ویر بھارت' 17 جنوری 1951ء)

انہی دنوں اخبار زمیندار نے اپنے نامہ نگار نور الامین مقیم کراچی کے حوالہ سے یہ خبر شائع کی تھی کہ:

"مسٹر لیاقت علی خان کی واپسی پر وزارت خارجہ میں کوئی اہم
تبدیلی ہونے والی ہے۔"

گو مجھے دشمن کی ایسی باتوں پر اعتماد نہیں تاہم ویر بھارت کی مندرجہ بالا خبر پر ہماری گورنمنٹ نے کوئی تردیدی بیان پریس کو نہیں دیا۔ پریس خواہ اپنا ہو یا پرایا اس کی قوت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قوم اور گورنمنٹ دونوں کو ان پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور پھر آج کل تو جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ اس میں تو عوام پر اعتماد کرنا ہی پڑے گا۔ اس کے بغیر نہ تو گورنمنٹ ہی چل سکتی ہے اور نہ ملک کا امن ہی قائم رہ سکتا ہے۔ پریس عوام کا دوسرا نام ہے۔

مارچ کے آخری ہفتہ میں پاک پارلیمان کے حالیہ اجلاس میں وزیر خارجہ چوہدری سر ظفر اللہ پر جو نکتہ چینی ہوئی اور اس پر پاکستان کے پریس نے جو کچھ لکھا ہو سکتا ہے مصروفیت کی بنا پر گورنمنٹ پاکستان کی نظروں سے وہ اخبار غیر ارادی طور پر اوجھل رہے ہوں۔ چنانچہ میں ان مضامین کو ایک کتابچہ کی صورت میں شائع کر رہا ہوں۔ تاکہ انہیں دیکھنے اور پڑھنے کے بعد پاکستان گورنمنٹ کسی اچھے نتیجے پر پہنچ سکے۔"

(''وزیر خارجہ'' ص5`6`7 از جانباز مرزا)

○ ...... جناب محمد نواز ایم۔ اے بیرون ملک کادیانی سازش بے نقاب کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ظفر اللہ خان نے وزارت خارجہ کے کام کو جس طرح چلایا اس کا اندازہ ذیل کی دو خبروں سے کیجئے۔

1- پہلی خبر یہ ہے کہ "پاکستان کے محکمہ خارجہ کی طرف سے پبلک سروس کمیشن کے صدر مسٹر شاہد سہروردی آج کل انگلستان میں ان امیدواروں سے انٹرویو لے رہے ہیں جو

ہمارے سفارت خانوں میں ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خبر پاکستان پہنچی تو یہاں کے اخبارات اور عوام نے شدید غم و غصہ کا اظہار کیا۔ لیکن حکومت پاکستان نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اسی دوران انکشاف ہوا کہ ہمارے محکمہ خارجہ کے جائنٹ سیکرٹری خیر سے یہودی ہیں اور محکمہ خارجہ کے 80 فیصد ملازمین غیر ملکی خصوصاً انگریز ہیں۔ ایک انگریزی معاصر کی اطلاع کے مطابق یہودی جائنٹ سیکرٹری گریفتھ کوئین تقسیم سے پہلے پنجاب ہائی کورٹ کا رجسٹرار تھا۔ چونکہ یہ اپنے عہدے کے لحاظ سے ناموزوں انسان تھا اس لیے اس کو اس سے علیحدہ کر دیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد اس کی قسمت چمکی اور وہ وزارت خارجہ کا جائنٹ سیکرٹری بن گیا۔ چونکہ ماتحت افسران نوجوان اور ناتجربہ کار تھے اس لیے وزارت خارجہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد افسر خیال کیا جانے لگا۔ جب فلسطین میں یہودی عربوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے تو اس وقت پاکستان کی وزارت خارجہ کے قابل اعتماد افسر اسرائیل میں چھٹیاں منا رہے تھے۔

(گارجین بحوالہ کوثر لاہور 27 دسمبر 1949ء)

اس خبر کے ساتھ یہ انکشاف بھی ملاحظہ ہو:

''ہمارے مصری سفارت خانے کے سٹاف میں دو نوجوان یہودی لڑکیوں کو ملازم رکھا گیا جس سے مصری عوام اور عربی اخبارات پاکستان سے بہت ناراض ہوگئے۔ ان سے پہلے مصر میں پاکستانی سفیر کا پریس اتاچی بھی یہودی تھا۔''

(گارجین بحوالہ کوثر لاہور 27 دسمبر 1949ء)

ہماری وزارت خارجہ کا یہ پہلا کارنامہ تھا کہ اس نے پاکستان کے خارجی معاملات میں یہودی اثر و نفوذ کی بنیاد رکھی جس کے نتیجے میں عرب ممالک کو پاکستان سے ناراض کر دیا۔

2۔ دوسری خبر ایوبی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ تھے۔ ان کے زمانے میں ہمارے غیر ملکی سفارت خانوں پر قادیانیوں کے اثرات ملاحظہ ہوں:

''مجھے کچھ عرصہ قبل بغداد کے اندر پاکستانی سفارت خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ لاہوری

قادیانیوں کے تبلیغی رسالے سرکاری ٹیبل پر نہ صرف موجود ہیں بلکہ ان کو سرکاری لٹریچر سے بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور قادیانیت ہی کو پاکستان کا سرکاری مذہب سمجھا جاتا ہے......اس سے پاکستان کی سخت بدنامی ہوتی جارہی ہے۔ پھر یہ صرف بغداد تک محدود نہیں بلکہ جس سفارت خانے میں قادیانیوں کو ملازمت مل جاتی ہے وہ سفارت خانے کو قادیانیت کی تبلیغ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔''

(مکتوب عبدالرحمٰن شاہ ولی مقیم قاہرہ بحوالہ ایشیا لاہور 7 اگست 1962ء)

اسی طرح سر ظفر اللہ نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کی حیثیت سے جزائر غرب الہند کا دورہ کیا اور اس دورہ میں ٹرینڈاد میں مرزا صاحب کا آخرالزماں نبی کی حیثیت سے تعارف کرایا۔ (ایشیا لاہور' 17 ستمبر 1962ء)

سر ظفر اللہ کی انہی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ تقریباً 40 ممالک میں قادیانیوں کے 132 مشن کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اسرائیل میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ ان مختلف ممالک سے ان کے 22 اخبارات و رسائل بھی نکلتے ہیں اور 57 کے قریب مدارس کام کر رہے ہیں۔ (''المنبر'' لاہور 14 جولائی 1967ء)

محکمہ خارجہ کے علاوہ قادیانیوں نے پاکستانی حکومت کے مختلف محکموں میں گھسنے کا منصوبہ بنایا اور خاص طور پر پاکستان کی فوج میں انہوں نے اپنے اثر و نفوذ کے دائرہ کو خاصی وسعت دی۔ اس سلسلے میں قادیانیوں کے خلیفہ صاحب نے اپنے مریدوں کو واضح الفاظ میں تلقین کی کہ:

''پاکستان میں اگر ایک لاکھ احمدی سمجھ لیے جائیں تو 9 ہزار احمدیوں کو فوج میں جانا چاہئے۔ فوجی تیاری نہایت اہم چیز ہے۔ جب تک آپ جنگی فنون نہیں سیکھیں گے کام کس طرح کریں گے۔'' (''الفضل'' 11 اپریل 1950ء)